ملاسووچ کا کھیل---''آخری حل''

وارن زمیرمین *

ترجمہ و تلخیص: محمد الیاس انصاری

مضمون نگار وارن زمیرمین یوگوسلاویہ میں امریکہ کے سفیر رہے ہیں۔ ان کا یہ مضمون مئی ۱۹۹۹ء میں اس وقت لکھا گیا تھا جب کوسووا پر حملے شروع ہوئے چند ہفتے گزرے تھے۔ ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء کو شروع ہونے والے نیٹو کے فضائی حملے ۷۹ دن تک جاری رہے اور ۱۰ جون کو ایک معاہدے کی رُو سے ختم ہوئے۔ معاہدے میں بیش تر نکات وہی ہیں جو فروری میں ریمبو لیے معاہدہ میں شامل تھے۔ اس معاہدے کی رو سے کوسووا کے مسلمانوں کی آزادی کا معاملہ ختم کر دیا گیا ہے اور انہیں ایک خودمختار جمہوریہ کی حیثیت میں یوگوسلاویہ کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ مضمون ۱۰ جون ۱۹۹۹ء کو شائع ہوا۔ (مدیر)

کوسووا کو مؤثر طور پر سربیا کی نوآبادی بنانے اور قانونی طور پر طے شدہ سیاسی خودمختاری کے تحت کوسوا میں البانوی (مسلمان) باشندوں کے کسی بھی اثر کو مکمل طور پر ختم کرنے کی غرض سے مارچ ۱۹۸۹ء میں یوگوسلاوی صدر سلوبودان ملاسووچ نے کوسووا کی خودمختارانہ حیثیت ختم کر دی۔

۱۹۸۹ء میں البانوی النسل باشندوں [مسلمانوں] کی آزادیوں پر حملہ یوگوسلاویہ کی شکست و ریخت کے پہلے مرحلے کا سنگِ میل بن گیا۔

یوگوسلاویہ کی سب سے زیادہ مغرب نواز اور خوشحال ریاست سلووینیا کے رہنما البانویوں پر سربوں کے اس ڈاکہ زن اقدام کو دہشت کے عالم میں تکتے رہ گئے۔ مغرب نے یوگوسلاویہ کے اس اقدام پر خوب تنقید کی۔ یوگوسلاویہ کے اس اقدام پر سلووینیا کے حکام کو اندازہ ہو گیا کہ اب یوگوسلاویہ کی یورپی

* Warren Zimmermann, "Melosevic's Final Solution," *The New York Review*, June 10, 1999, pp. 41 - 43.

برادری اور دیگر یورپی اداروں کی رکنیت اور شمولیت کے امکان محدود ہو گئے ہیں کیوں کہ یورپی برادری انسانی حقوق میں گندے ریکارڈ کے حامل ممالک کو اپنے ساتھ شامل نہیں کرتی۔ لہذا سلووینیا نے (مختلف وجوہات کی بناء پر) کروشیا کی پیروی کرتے ہوئے یوگوسلاویہ سے علیحدگی کے بارے میں نہایت سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا۔ کوسووا میں ملاسووچ کے اقدام کے محض تین سال سے بھی کم عرصہ میں کروشیا اور سلووینیا آزاد مملکتوں کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر اُبھریں اور یوگوسلاویہ برباد ہو گیا۔

کوسووا کے سیاسی اداروں کو البانوی کنٹرول سے ''پاک'' کرانے کے بعد ملاسووچ نے ۲۸ جون ۱۹۸۹ء کو جنگِ کوسووا کی ۶ سو سالہ تقریبات منانے کے لیے ایک فاتحانہ جلوس نکالا۔ اس جلوس میں تقریباً دس لاکھ سرب شریک تھے جو جنگِ کوسووا میں لڑنے والی فوج کے مقابلے میں ۲۵ گنا زیادہ تھے۔ دس لاکھ افراد کی اس جلوس میں شرکت دو پہلوؤں سے نہایت اہم ہے۔ ایک تو یہ کہ ان کے سیاسی، مذہبی اور ثقافتی مادرِ وطن (کوسووا) جسے وہ اپنا یروشلم قرار دیتے ہیں کی طرف ان کی دلچسپی اور دوسرے ایک ایسے خطّے میں ان کا اکٹھے ہونا جہاں ان کی مسلمانوں کے مقابلے میں آبادی محض دس فیصد ہے۔

۹۰ء کی دہائی میں ملاسووچ سربوں کو ترغیب دیتا رہا کہ وہ کوسووا میں البانوی [مسلم] آبادی کی اکثریت کو ختم کرنے کے لیے کوسوا میں آباد ہوں، مگر بہت ہی کم سربوں نے حتیٰ کہ کروشیا سے آنے والے سرب مہاجرین تک نے اس اپیل پر زیادہ دلچسپی ظاہر نہیں کی۔

۹۰ء کی دہائی میں ملاسووچ سربوں کو ترغیب دیتا رہا کہ وہ کوسووا میں البانوی [مسلم] آبادی کی اکثریت کو ختم کرنے کے لیے کوسوا میں آباد ہوں، مگر بہت ہی کم سربوں نے حتیٰ کہ کروشیا سے آنے والے سرب مہاجرین تک نے اس اپیل پر زیادہ دلچسپی ظاہر نہیں کی۔

اس ملین مارچ کے موقع پر ملاسووچ کی تقریر سے البانوی [مسلم] باشندوں کے بارے میں اس کی سوچ اور آئندہ عزائم آشکارا ہوتے ہیں۔

اس نے کوسوا کی البانوی [مسلم] اکثریت کو جنہوں نے ایک ہزار برس قبل سربوں پر سبقت حاصل کر لی تھی، کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف سربوں کے مفاد کی بات کی۔ ملاسووچ کی یہ زہریلی تقریر ان

سب لوگوں کے خلاف جو سربوں کی خواہشات کی راہ میں مزاحم ہونے کا ارادہ رکھتے تھے اعلانِ جنگ تھی۔ ملاسووچ نے بیرونی سفارتی عملے کو اس ملین مارچ کے موقع پر تقریر میں شریک کرنے کی کوشش کی مگر ترک سفیر کے علاوہ کسی بھی یورپی یا مغربی سفیر نے اس میں شرکت نہ کی۔ ترک سفیر کی اس تقریر میں شرکت کی خاص وجہ یہ تھی کہ اس کے آباؤ اجداد نے یہ جنگ جیتی تھی۔ مجھے اس وقت امریکی سفیر کی حیثیت سے تعینات ہوئے محض چار مہینے ہوئے تھے۔ میں نے نیٹو کے رکن ممالک کے سفیروں سے بات کی اور طے پایا کہ ہم اس مارچ میں شریک نہیں ہوں گے۔

جب ۱۹۹۰ء کے اوائل میں میں نے ملاسووچ سے باقاعدہ ملاقاتیں شروع کیں تو اس وقت اس نے کوسووا کے بارے میں اپنی پالیسی پر عمل شروع کر دیا۔ میرے لیے حقوق انسانی کے حوالے سے خاموش رہنا مشکل تھا۔ (اس موقع پر ملاسووچ نے شکایت کی کہ مجھے مارچ کا بائیکاٹ نہیں کرنا چاہیے تھا)۔ کوسووا کے بارے میں اس کی پالیسی میں چار نکات بڑے اہم تھے جو آج تک تبدیل نہیں ہوئے۔ مثلاً اول یہ کہ کوسووا ہمیشہ سربیا کا حصہ رہا ہے (حالانکہ یہ بات مکمل طور پر درست نہیں کیونکہ یہ قریباً ۵۰۰ برس ترکوں کے زیرِ تسلط رہا ہے۔)

دوم یہ کہ البانوی [مسلم] باشندوں کو بطورِ اقلیت سب سے زیادہ حقوق حاصل ہیں جبکہ پورے یورپ میں کسی بھی دوسری اقلیت کو ایسے حقوق نصیب نہیں (حالانکہ ۱۹۸۹ء کے بعد تو یہ بات بالکل ہی مضحکہ خیز ہو جاتی ہے۔)

سوم یہ کہ البانوی [مسلم] تمام جرائم اور گناہوں کے ذمہ دار ہیں۔ وہ اسلامی بنیاد پرست ہیں اور ڈرگ مافیا ہیں جو سربوں کے ذہنی اور جسمانی قتلِ عام کے ذمہ دار ہیں (یہ وہ الزام ہے جو تین صدیوں کی ان دونوں گروہوں کی باہمی آویزش کے نتیجہ میں ایک ذہنی کیفیت کا حصہ بنا لیا گیا۔)

چوتھا یہ کہ البانوی [مسلمان] کوسووا کو سربیا سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں (غالباً یہ بات درست ہے لیکن وجہ یہ ہے کہ ملاسووچ نے انہیں سربیا میں رہنے کے لیے کوئی ترغیب بھی تو نہیں دی۔)

ملاسووچ کی جانب سے البانوی [مسلمان] باشندوں کی تضحیک اور ان کے خلاف لغو جھوٹ نے کوسووا کی اکثریت کے لیے کوئی راستہ باقی رہنے نہیں دیا۔

ہماری پہلی ملاقات میں، میں نے ملاسووچ سے سوال کیا کہ البانوی [مسلم] باشندوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیےاس کے پاس کیا حکمت عملی ہے؟ یہ سوال ملاسووچ کے لیے باعثِ حیرت تھااوراس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ اگلی ملاقات میں میں نے ملاسووچ کومشورہ دیا کہ وہ معتدل البانوی سیاسی رہنماابراہیم رگووا سے مذاکرات کرے۔ ابراہیم رگووا پہلے بھی ملاسووچ سے ملاقات کے لیے بادلِ نخواستہ تیار ہوگیا تھامگر ملاسووچ نے ملنے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ وہ (ابراہیم) یوگوسلادیہ کی بیس لاکھ آبادی کا ترجمان تھا۔ پورے ایک عشرے تک ملاسووچ نے ابراہیم سے تعاون کرنے میں کسی قسم کی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ محض پچھلے ماہ [مئی میں] ملاقات کی اور وہ بھی اس طرح کہ ابراہیم کوان کے گھر میں نظر بند رکھا گیا تھا۔ ملاقات کا مقصد ابراہیم کو بنیاد بنا کر نیٹو کوتقسیم کرنا تھا۔ سلووینیا کے ایک سیاستدان نے مجھے ملاسووچ کی البانوی [مسلم] باشندوں کی جانب غیر معمولی نفرت اور جارحانہ ذہنیت کے بارے میں بتایا کہ ''اُس نے کوسووا کے بارے میں شیطان سے احمقانہ سمجھوتا کرلیا ہے اور اب وہ اس سمجھوتے پر عمل پیرا ہے۔ وہ کوسووا کو ذرہ برابر رعایت نہیں دے گا ورنہ وہ اس قوم پرستانہ حمایت سے محروم ہو جائے گا جواسے برسراقتدار لائی ہے۔''

> ملاسووچ کواس بات کا بخوبی احساس تھا کہ جونفرت اور حقارت اس نے البانوی باشندوں کے لیے پھیلائی ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک مسلح قوت اس کے مدمقابل آئی ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسی مسلح قوت کو دبانے کے لیے کیا پالیسی اختیار کرنا ہوگی۔

ملاسووچ کے دورِ حکومت میں کوسوا میں مکمل طور پر نوآبادیاتی اندازِ حکومت اپنایا گیا۔ جاہل سرب اس پر مسلط ہیں اور ان کی معاونت وہ البانوی کر رہے ہیں جو غلامی کی حد تک فرمانبردار ہیں۔ ایسے البانویوں کو سرب اپنی اصطلاح میں ''حقیقی البانوی'' کہتے ہیں۔ کوسووا کو سرب ثقافت وتہذیب میں رنگنے کی مہم مسلط کی گئی۔ البانوی سیاست دانوں، ڈاکٹروں، پروفیسروں اور سکول اساتذہ کو برطرف کر دیا گیا۔ سربیائی زبان کو لازمی قرار دیا گیا اور سربیائی زبان ہی واحد قابلِ قبول زبان قرار دی گئی۔ سکولوں میں سربیائی قوم پرستانہ نصاب مسلط کر دیا گیا۔

ابراہیم رگووا کو ردِعمل کے لیے مجبور کیا گیا مگر اس نے مہاتما گاندھی والا رویّہ اختیار کیا۔ اُس نے

متشددانہ پالیسی کی مزاحمت کی اور اسے مسترد کیا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا تو ایک عشرے تک اسے یہ مقام حاصل تھا کہ پرتشدد پالیسی اختیار کرسکتا تھا۔ ابراہیم اور اس کے ساتھیوں نے اس صورتِ حال سے نبٹنے کے لیے یہ پالیسی اختیار کی کہ سرب بنانے کی سرکاری پالیسی کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اب البانوی [مسلم] باشندوں نے اپنے سیاسی، تعلیمی اور صحت کے ادارے خود بنانا شروع کر دیے۔ البانوی حکمت عملی سربیائی ظلم وتشدد کا پرامن جواب تھا۔ یہ جواب لڑائی کے بجائے پُرامن طریقے سے اداروں کے قیام اور آزادی کے لیے کام کی صورت میں تھا۔

ملاسووچ کے پاس اس دھماکے خیز صورت حال سے نبٹنے کے لیے پورا ایک عشرہ تھا مگر اس نے اس وقت کو ضائع کر دیا۔ اس نے البانویوں کو ساتھ رکھنے کے لیے کسی قسم کی کوئی کوشش نہ کی۔

میں نے بے روزگار اور مایوس نوجوانوں کو پرسٹینا کی سڑکوں پر دھکے کھاتے اور بے قرار حالت میں دیکھا ہے۔ دس برسوں کی اس مایوس کیفیت کے بعد ان نوجوانوں نے معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ نوآبادیاتی صورتِ حال میں جب اعتدال پسندانہ کوششیں ناکام ہو جائیں تو پھر اس کا نتیجہ اکثر قومی آزادی کی تحریکوں کی صورت میں ابھرتا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں کوسووا لبریشن آرمی (KLA) کا ظہور، ابراہیم رگووا کی پُرامن جدوجہد کی نفی کی صورت میں برآمد ہوا۔ کوسووا کے نئے گوریلوں کی نظر میں ابراہیم اپنی قوم کے لیے ملاسووچ سے کسی بھی قسم کی مراعات یا رعایت حاصل کرنے میں قطعاً ناکام رہا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ اب علیحدہ ہو جائے اور جنگی طریقہ آزمانے دے۔

> ملاسووچ کے عزائم سے تو اکثر آمر بھی گھبراتے ہیں۔ اس کی فوج، خفیہ پولیس اور دیگر اداروں میں ایسے افسران موجود ہیں جو نسلی تطہیر میں مہارت کے لیے بدنام ہیں۔

کے ایل اے کے خطرے کو فوراً ہی بھانپتے ہوئے ملاسووچ نے گاندھی کی طرز کے دانشوروں سے معاملات طے کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا مگر اس دوران میں کے ایل اے کا سامنا کرنا ملاسووچ کے نصیب میں لکھا گیا تھا۔ کے ایل اے نے آزادی کے لیے انتظار کرنے کے بجائے اسے چھیننے کی کوشش کی اور سرب پولیس افسران کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اب ملاسووچ کو مکمل کوسووا چھن جانے کا خطرہ لاحق ہوگیا۔

میرا خیال ہے کہ سرب رہنماؤں کی حکمتِ عملی ہی اس تازہ جنگ کا سبب بنی۔ ملاسووچ نے کے ایل اے کو اپنے لیے نہایت خطرناک سمجھا۔ ابراہیم رگووا نے سربوں کے سامنے البانویوں کو غیر محسوس یا مخفی کر دیا تھا مگر کے ایل اے تو کھل کر سب کے سامنے تھی اس لیے اسے تباہ کرنا ملاسووچ کے لیے ضروری تھا۔ کے ایل اے کی تباہی کا مقصد ملاسووچ کے نزدیک ان نمایاں البانویوں کو بھی تباہ کرنا تھا جو کے ایل اے کی حمایت اور حفاظت کررہے تھے۔ جنوری میں رجاک گاؤں میں وسیع پیمانے پر البانوی [مسلم] باشندوں کا سرب پولیس کے ہاتھوں قتلِ عام اسی پالیسی اور سوچ کا حصہ تھا۔

ملاسووچ کو اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ جو نفرت اور حقارت اس نے البانوی باشندوں کے لیے پھیلائی ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک مسلح قوت اس کے مدمقابل آئی ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسی مسلح قوت کو دبانے کے لیے کیا پالیسی اختیار کرنا ہوگی۔ اس ساری صورت حال نے اسے مجبور کیا کہ اب اس سارے ڈرامے کا اختتام ہونا چاہیے، اور ''آخری حل'' پورا ہونا چاہیے۔

اگر ایک طرف وہ کوسووا میں سرب آبادی کو بڑھانے یا بسانے میں ناکام رہا تو اس کے پاس خطّہ کو البانوی [مسلم] آبادی سے پاک کرنے کا آپشن موجود تھا۔ لہٰذا اس نے عزمِ مصمم کیا کہ کوسووا کی البانوی آبادی سے مکمل طور پر چھٹکارا پالیا جائے۔ اس کے لیے جبری بے دخلی واحد طریقہ ہوگا اس کے لیے ضروری تھا کہ محض شہروں میں ہی نہیں گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ یہ عمل کیا جائے۔ بوسنیا میں اس حد تک نوبت نہیں آئی تھی مگر کوسووا میں یہ کارروائی عمل میں لائی گئی۔ شہر خالی کرانے کے لیے قتل عام کیا گیا تا کہ لوگ خوفزدہ ہوکر بھاگ جائیں۔ کے ایل اے کے ارکان اور حامیوں کا وسیع پیمانے پر قتل عام کیا گیا جبکہ عام البانویوں کو گولی مار کر قتل کیا گیا تا کہ لوگوں کو خوفزدہ کر کے علاقہ خالی کرالیا جائے۔ ملاسووچ کی اس پالیسی کی نظیر دوسری جنگِ عظیم کے بعد کہیں نہیں ملتی۔

ملاسووچ کے عزائم سے تو اکثر آمر بھی گھبراتے ہیں۔ یہ ثبوت موجود ہیں کہ اس کی فوج اور خفیہ پولیس اور دیگر اداروں میں ایسے افسران موجود ہیں جو نسلی تطہیر میں مہارت کے لیے بدنام ہیں۔

اپنے کلیت پسندانہ دورِ حکومت میں اس نے ذرائع ابلاغ، سیاست، کاروبار اور ہر شعبۂ زندگی میں یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اپنے اقتدار کے لیے کسی بھی خطرہ کو برداشت نہیں کرے گا۔ آمر کی تعریف یہ ہے کہ وہ

حکم چلانے والا ہوتا ہے مگر ملاسووچ تو غیر معمولی سفاک بھی ہے۔ میں نے اپنی ابتدائی ملاقاتوں میں یہ محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ اس میں ایک عام انسان سے کہیں زیادہ بے حسی ہے۔ انسانی جانوں کے اتلاف اور سفاکی کے واقعات پر اُسے کسی قسم کا ملال نہیں ہوتا۔

لوگوں کو اپنی سیاسی شطرنج میں مہرے کے طور پر استعمال کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے لہذا ایک ایسے شخص کی جانب سے کوسووا کو پوری البانوی آبادی سے خالی کرانے کا کھیل ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کیوں کہ وہ ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

کوسووا کے البانویوں کی صفائی کی مہم کا آغاز ملاسووچ نے ۸۰ء کے عشرے کے اوائل میں ہی برسر اقتدار آنے کے لیے البانوی مخالف سرب قوم پرست پالیسی اپنا کر کیا۔ خفیہ رپورٹوں اور مہاجرین سے کیے گئے انٹرویوز سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کوسووا میں ملاسووچ کے ''آخری حل'' کے منصوبے کی وجہ نیٹو کی بمباری نہیں ہے بلکہ اس پر بہت پہلے سے کام شروع ہو چکا تھا۔ حقیقت میں اس مقصد کے لیے ہفتوں بلکہ مہینوں پہلے تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نیٹو کی بمباری کے باعث البانویوں کو دھکیلنے کی ملاسووچ کی پالیسی میں اور بھی شدت آ گئی۔ نیٹو کے پاس شرمناک حد تک اس مہم کو روکنے کا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ کئی ہفتوں کے بعد کوسووا میں حملوں میں شدت کے نتیجہ میں اس مہم میں قدرے کمی واقع ہوئی اور ملاسووچ اخراج کی اس مہم کو مکمل نہ کر سکا۔

> کوسووا کے البانویوں کی صفائی کی مہم کا آغاز ملاسووچ نے ۸۰ء کے عشرے کے اوائل میں ہی برسر اقتدار آنے کے لیے البانوی مخالف سرب قوم پرست پالیسی اپنا کر کیا۔

بلقان میں اس عشرے میں ہونے والی چار جنگوں کی ذمہ داری بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر ملاسووچ پر عائد ہوتی ہے تاہم بوسنیا، سلووینیا اور کروشیا میں ہونے والی جنگوں کے مقابلے میں کوسووا میں ہونے والی جنگ میں ملاسووچ کی مجرمانہ ذہنیت واضح ہے۔ گزشتہ جنگوں میں اس نے اپنے کردار کو پوشیدہ رکھا تھا اس تازہ لڑائی میں وہ کمانڈر انچیف ہے اور اس کی افواج، پولیس اور نیم فوجی دستوں کی جانب سے جنگی جرائم کے ارتکاب کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوتی ہے۔ اگر بین الاقوامی ٹربیونل برائے جنگی جرائم نے اس کے خلاف کارروائی نہ کی تو ٹربیونل اپنی ساکھ کھو بیٹھے گا۔ کوسووا

کی جنگ کو حل کرنا گزشتہ تین جنگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ مشکل ہوگا۔

البانویوں اور سربوں کے درمیان بہت کم چیزیں مشترک ہیں۔ ان کا مذہب اور نسل دونوں ہی مختلف ہیں (بوسنیا میں تینوں فریق کروٹ، سرب اور مسلمان سلاف نسل سے ہیں)۔ کوسووا میں مخلوط شادیاں انگلیاں پر گنی جاسکتی ہیں۔ دونوں ہی فریق کبھی کوسووا میں امن سے نہیں رہ سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ یہ جنگ سربیا کی سرزمین پر لڑی جارہی ہے اور سرب دھرتی کا موضوع ہی ملاسووچ کے تمام تر کیریئر کی بنیاد ہے۔ ملاسووچ کا پس منظر اور کردار کسی بھی سمجھوتہ کرنے والے سے مختلف ہے اور متضاد بھی۔

ایک آزاد کوسووا ملاسووچ کے لیے تباہ کن ہوگا اسی لیے ملاسووچ ایک نوآبادیاتی کوسووا کی خواہش لیے ہوئے ہے۔ یہی چیز نیٹو کے لیے ناقابل قبول ہے۔ اس ساری صورتِ حال میں ملاسووچ سے کس طرح معاملہ طے کیا جاسکے گا؟

فروری میں ریمبو لیے کے مقام پر مغربی مذاکرات کاروں کی جانب سے بوسنیا طرز کا کثیر نسلی منصوبہ ایک حقیقت پسندانہ کوشش تھی۔ اس معاہدے میں سربیا کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے کوسووا کو خودمختاری دینے اور پورے معاہدے کی نیٹو کی افواج کے ذریعے نگرانی کی پیش کش کی گئی تھی۔ اگرچہ کوسووا کے لوگوں کے لیے ریمبو لیے کوئی اچھا معاہدہ نہ تھا۔ اس معاہدے میں ان کی آزادی کی نفی کی گئی تھی اور ایک ایسے شخص کے تحت انہیں کردیا گیا تھا جس کے وعدوں پر یقین نہ کرنے کا ہر طرح سے جواز موجود تھا۔ البانویوں نے اس معاہدے کو صرف امریکی دباؤ کی وجہ سے قبول کیا۔ اگر کوئی معقول سرب رہنما ہوتا تو تھوڑی بہت ہچکچاہٹ کے بعد اس معاہدے کو تسلیم کرلیتا مگر ملاسووچ نے اس معاہدہ میں نیٹو افواج کے کردار پر اعتراض کرتے ہوئے معاہدہ کو مسترد کردیا۔ حالانکہ بوسنیا میں اس نے بوسنیائی سربوں کی خواہش اور آرزو کے بالکل برعکس ایک ایسی ہی فوج کے کردار کو تسلیم کرلیا تھا۔

ملاسووچ نے کہا کہ وہ کوسووا کی وسیع تر خودمختاری کو تسلیم کرلے گا۔ ملاسووچ کو یہ صلاحیت حاصل ہے کہ وہ سفید جھوٹ کو سچ کے طور پر ثابت کرواسکے۔ اب وہ اپنے آپ کو کثیر نسلی تعاون کا پرجوش حامی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یعنی ایک ایسی بات جس پر عمل ہوگیا تو مسلمانوں، کروٹوں، ہنگرین اور

البانویوں کے لیے بڑے حیرت کی بات ہوگی جو اس کی ظالمانہ حکومت کے تحت سربیا میں زندگی گزار رہے ہیں۔

ملاسووچ نے کوسووا میں جاری نسلی تطہیر کے دوران چند ہفتے بیش ترا یک خبر رساں ایجنسی (UPI) کو بتایا تھا کہ بلغراد میں ایک لاکھ البانوی باشندے خوش وخرم زندگی گزار رہے ہیں حالانکہ یہ تعداد بیس ہزار بھی نہیں ہے جو اس نے بڑھا کر ایک لاکھ بتائی ہے۔

ملاسووچ خواہ کچھ بھی کہے اس سے فرق نہیں پڑتا اس کی حقیقت اور پس منظر جاننے والوں کو بخوبی اندازہ ہے کہ سرب قیادت میں خودمختاری صرف اور صرف سربوں کو حاصل ہے۔ یہ وہ واحد نعمت ہے جو اس کے دور حکومت میں کسی کو ملی ہے۔ اگر ملاسووچ کوسووا میں البانویوں کا حکومت میں کردار اور نیٹو کے مؤثر فوجی قوت کے کردار کو تسلیم کر لیتا ہے تو پھر یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کے بارے میں پہلے ہی سے معلوم حقائق کی روشنی میں اس بات کا لازماً سدباب کیا جائے کہ وہ اس معاہدے سے انحراف نہیں کرے گا۔

معاہدہ ریمبولیے کا نفاذ جنگ نہ ہونے کے باوجود بھی مشکل ہوگا اور اگر جنگ جاری رہی تو پھر تو اور بھی مشکل ہوگا۔ خطرہ اس بات کا ہے کہ ملاسووچ کی سفاکی کسی بھی قابلِ عمل معاہدے کو سبوتاژ کر سکتی ہے۔ ریمبولیے معاہدہ ابھی تک کاغذوں پر ہے مگر اس کے قابلِ عمل ہونے کی بابت شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں۔ کئی ہفتوں کی اس جنگ کے بعد یہ حقیقی شبہات لاحق ہو گئے ہیں کہ اب شاید ہی سرب اور البانوی اکٹھے رہ سکیں یا وہ مہاجرین جنہیں ان کے گھربار سے اکھاڑ پھینکا گیا ہے شاید ہی واپس آسکیں۔

ایک اور درمیانی سوچ جو مذاکرات کے عمل کے دوران ابھر کر سامنے آئی ہے وہ کوسووا کی سربوں اور البانویوں کے مابین تقسیم ہے۔ اس تقسیم میں نقائص بہت زیادہ ہیں۔ ایسی تقسیم کا مطلب نسلی تطہیر کو جائز تسلیم کرنا اور اس کے علم برداروں کو نوازنے کے مترادف ہوگا۔ ایسی کوئی بھی تقسیم بوسنیا میں نازک امن کو خطرے میں ڈال دے گی اور وہاں نسلی تقسیم کے خطرے کو ابھارے گی۔ علاوہ ازیں مقدونیہ، کوسووا اور البانیہ کے البانوی النسل باشندوں کے لیے ایک ملک کے قیام میں یہ تقسیم ممد ومعاون ثابت ہوگی جس کے نتیجے میں کمزور مقدونیائی ریاست پہلے سے موجود کمزور خطۂ بلقان میں عدم استحکام کا شکار ہوگی۔ لیکن ان تمام تر باتوں کے باوجود یہ واحد نکتہ ہو سکتا ہے جس پر کوسووا کے البانوی اور سربوں کے درمیان اتفاق ہو

جائے بصورت دیگر زیادہ سے زیادہ مطالبات کے تقاضے پایہ تکمیل تک پہنچانا ممکن نہ ہوگا۔ اگر چہ تقسیم کی بابت بہت زیادہ اختلافات ہوں گے کہ سرحد کہاں سے اٹھائی جائے مگر ملاسووچ بالآخر اس کھیل کے اختتام کے لیے تقسیم کو قابلِ قبول سمجھ لے گا۔ وہ سربوں کے مذہبی وثقافتی مقامات کے علاقوں کے علاوہ قدرتی وسائل سے مالا مال علاقے حاصل کرنے پر اصرار کرے گا جس کی البانوی شدید مزاحمت اور مخالفت کریں گے۔ اپنے اقتدار کو بچانے اور مستحکم رکھنے کی غرض سے اپنے عوام کو وہ یہ باور کرا سکے گا کہ اس نے کوسووا کے ایک حصہ پر سرب حاکمیت اعلیٰ برقرار رکھنے کی جنگ جیت لی ہے۔ ایک ایسا حصہ جو البانویوں اور غیر ملکیوں سے پاک ہے۔ اس کے علاوہ اپنے مخالف قوم پرست سرب رہنماؤں کو کہہ سکے گا کہ اُس نے اُنہی کے نظریے کے مطابق کوسووا کی تقسیم کو مان لیا ہے۔ خواہ ایک چھوٹا کوسوا ہی کیوں نہ سہی، تاہم سربیا کا اپنا حصہ ہے۔ یوں اس نے ایک لازمی مشن کو پورا کرلیا ہے۔

اگر مغرب نے اصرار کیا اور دباؤ ڈالا تو پھر البانوی یہ کہہ سکیں گے کہ انہوں نے کوسووا کا بیش تر حصہ حاصل کرلیا ہے۔ البانویوں کے ساتھ جو کچھ بھی بیتا اس کے باوجود اب وہ سربوں سے آزاد ایک محفوظ ترین ماحول میں زندگی گزار سکیں گے۔

نیٹو کی فوجی مہم کی کامیابی یا ناکامی سے ہی اس بات کا یقین ہو سکے گا کہ تقسیم سے بہتر کوئی حل تلاش کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

کئی ہفتوں کی لڑائی کے بعد یوگوسلاویہ میں گوریلا کارروائیوں کے نظریے کو کامیابی نہیں ملی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب یوگوسلاویہ نے بات چیت کی راہ اپنالی ہے۔ ملاسووچ کی کوشش یہ ہے کہ بمباری کو رکوا کر کوسووا پر اپنی مؤثر حاکمیت اعلیٰ کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم کرالیا جائے۔ اس کی چالوں میں روس، اقوام متحدہ اور ابراہیم رگووا کو استعمال کرنا شامل ہے تا کہ نیٹو کی اجتماعیت اور استحکام کو کمزور کیا جاسکے۔

ملاسووچ کی کوشش یہ ہے کہ بمباری کو رکوا کر کوسووا پر اپنی مؤثر حاکمیت اعلیٰ کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم کرالیا جائے۔ اس کی چالوں میں روس، اقوام متحدہ اور ابراہیم رگووا کو استعمال کرنا شامل ہے تا کہ نیٹو کی اجتماعیت اور استحکام کو کمزور کیا جاسکے۔

اس کے ماضی کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ دکھاوے کے لیے محض جزوی اقدامات کرے جو عارضی

طور پر افواج کی واپسی کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔ وہ بادلِ نخواستہ وعدہ تو کرلے گا مگر وہ اس بات کو بھی پیشِ نظر رکھے گا کہ آئین توڑنا آسان ہے۔ ملاسووچ کا ماضی وعدہ خلافیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ مثلاً ڈیٹن معاہدہ کے موقع پر اُس نے جنگی مجرموں یعنی رادووان کراجچ اور راتکو ملادچ کو ٹریبونل کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب حال ہی میں اُس نے (اکتوبر ۱۹۹۸ء) کوسووا سے سرب افواج کی واپسی کا وعدہ کیا مگر کوئی بھی وعدہ پورا نہ ہوا۔ ادھر یورپ میں اور امریکی کانگریس میں ایسے سیاستدان بھی ہیں جو ملاسووچ پر یقین کرنے کو تیار ہیں۔

اپنے پائلٹوں کی زندگیوں کو خطرات سے بچانے کی غرض سے کوسووا پر حملوں میں ارتکاز نہ ہونے اور بلغراد نیز دیگر سرب شہروں میں حملوں میں بے دلی ایک تباہ کن صورتِ حال کو جنم دے رہی ہے۔ سرب شہری اور چینی (سفارت خانہ میں) ہلاکتیں ملاسووچ کو پراپیگنڈہ کرنے اور اس کی حمایت بڑھانے کا سبب بن رہی ہیں۔ دوسری جانب کوسووا میں سرب افواج کو اپنی کارروائیوں کے لیے کھلی چھٹی مل گئی ہے۔

> اس کے ماضی کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ وہ دکھاوے کے لیے محض جزوی اقدامات کرے جو عارضی طور پر افواج کی واپسی کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے۔ وہ بادلِ نخواستہ وعدہ تو کرلے گا مگر وہ اس بات کو بھی پیشِ نظر رکھے گا کہ آئین توڑنا آسان ہے۔

نیٹو کی اس انداز کی کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی عوامی رائے نیٹو کی کارروائیوں کے خلاف ہوتی جارہی ہے جو ملاسووچ کو فائدہ پہنچانے کا ذریعہ بن رہی ہے۔

اگر اتحادیوں نے میز پر بھی جنگ جیتی تو یقیناً اس سے پہلے کوسووا میں جنگی اعتبار سے جنگ جیتنا ضروری ہوگا۔ مغرب کے لیے یہ بدترین بات ہوگی کہ وہ غیر پختہ مذاکرات میں ہی ان اصل اہداف سے انحراف برت لے جس کے لیے اس نے یہ سارا پاپڑ بیلا ہے۔ وہ مقاصد کوسووا سے سرب افواج کی واپسی، مہاجرین کی واپسی، البانویوں کے لیے خودمختاری کا حصول اور واضح طور پر نیٹو کی زیرکمان بین الاقوامی فوج کی کوسووا میں تعیناتی ہیں۔

نیٹو کو اس بات کے لیے بھی ہمہ تن تیار رہنا ہوگا کہ ملاسووچ کی جانب سے امکان ہے کہ وہ ان تمام شرائط کو تسلیم نہیں کرے گا۔ ملاسووچ کا جابرانہ، ظالمانہ اور آمرانہ مزاج کبھی تبدیل نہیں ہوگا چونکہ اس نے

اپنے کیریئر کی بنیاد ہی کوسووا پر رکھی ہے لہذا یہ نہایت اہم موضوع ہے۔ نیٹو کے لیے ضروری ہے کہ وہ ملاسووچ یا اس کے پیش رو کو قائل کرنے سے پہلے شکست دے۔ اس وقت سرب عوام کا غم وغصہ ملاسووچ کے بجائے نیٹو کے خلاف ہے، یہ عنصر اسی وقت بدل سکتا ہے جب ملاسووچ اپنا اقتدار کمزور کر بیٹھے۔ ملاسووچ کے لیے شکست ذاتی تباہی کا سبب بنے گی۔ اس کی ماں اور باپ دونوں ہی نے خودکشی کی تھی۔ البانوی باشندوں کی وطن واپسی اور پھر خطّے کے نظم ونسق سنبھالنے اور مدد دینے میں نیٹو کی ناکامی کا نتیجہ بلقان کے پورے خطے میں تباہی کی صورت میں برآمد ہوگا۔ ایک ایسی تباہی جو وہم وگمان سے بھی ماورا ہو گی۔